بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کیا نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء کر سکتے ہیں؟ ایک حدیث پاک کی وضاحت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء کرسکتے ہیں؟ میں نے ایک حدیث پاک پڑھی "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اس کے بعد اپنی قوم کو جا کر وہی نماز پڑھایا کرتے تھے" اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز ہو جاتی ہے۔ نیز سوشل میڈیا پر میں نے ایک شخص سے یہ سنا تھا کہ صرف احناف ہی اس سے منع کرتے ہیں، بقیہ تمام ائمہ و دیگر تمام لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیا یہ باتیں درست ہیں؟ مجھے ان سب باتوں کا مدلل جواب تحریری طور پر چاہیے۔

## جواب

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں فرض پڑھنے والا شخص، نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا۔

اس حکمِ شرعی کی تفصیل یہ ہے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا: امام مقتدیوں کا ضامن ہوتا ہے، یعنی امام کی نماز مقتدیوں کی نماز کو اپنے ضمن میں لئے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقتدی اور امام کی نماز متحد ہو اس معنیٰ میں کہ مقتدی کے لئے امام کی نماز کی نیت سے نماز میں شامل ہونا، ممکن ہو، تاکہ امام کی نماز مقتدی کی نماز کو اپنے ضمن میں لے لے، اور یہ تبھی ہو گا جب امام کی نماز کا درجہ مقتدی کی نماز سے اعلیٰ یا کم از کم برابر ہو گا۔ کیونکہ متضمِّن کے لئے متضمَّن سے اعلیٰ یا کم از کم برابر ہونا ضروری ہے۔ جب کہ یہ بات واضح ہے کہ نوافل کا درجہ فرائض سے کم ہے۔ اسی لئے جب فرض پڑھنے والا نفل والے کے پیچھے نماز پڑھے گا تو ایسی صورت میں امام کی نماز مقتدی کی نماز کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے نہیں ہوگی، کیونکہ نفل پڑھنے والے امام کی نماز کا رتبہ فرض پڑھنے والے مقتدی کی نماز سے کم ہے، تو ایسی صورت میں اس مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔

اسی طرح اس کی ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ حدیث شریف میں امام کی اتباع کا حکم دیا گیا، اور امام کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ جبکہ نیت نماز کا اہم رکن ہے، تو جب کوئی شخص کسی نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض کی نیت سے نماز پڑھے گا تو وہ امام کی نماز (نفل) سے بڑا درجہ رکھنے والی نماز (فرض) کی نیت کر کے، نماز کے اہم رکن میں ہی امام کی مخالفت کرے گا، تو ایسی صورت میں امام کی اتباع نہیں پائی جائے گی، لہذا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

نیز یہ صرف احناف کا ہی موقف نہیں بلکہ سیدنا امام مالک بن انس، مدینہ منورہ و کوفہ کے جمہور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا بھی اس بارے میں یہی مؤقف ہے، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ جیسا کہ عنقریب حوالہ جات میں بیان کیا جائے گا۔

**حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی روایت کا جواب:**

**اس روایت کے درج ذیل کئی جوابات ہیں:**

**(1)** حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ظاہر یہی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نفل پڑھتے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھ کے نماز کا درست طریقہ سیکھ لیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز سے برکتیں حاصل کرلیں، اور پھر جا کر اپنی قوم کو فرض نماز پڑھائیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا اور اپنی قوم کی امامت دونوں کا ثواب حاصل ہو۔ اس صورت کے جواز پر سب کا اتفاق ہے، لہٰذا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے عمل کو اسی متفق علیہ صورت پر محمول کیا جائے گا۔

**(2)** یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنا ذاتی عمل تھا، اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فرمان نہیں تھا، یہی وجہ ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا: اے معاذ! یا تو آپ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں، یا پھر اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کریں۔ یعنی ایک کام کرو یا تو ہمارے پیچھے نماز پڑھ لو اور اپنی قوم کی امامت نہ کرو، اور اگر امامت کرنی ہے تو پھر انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ اور ایسی صورت میں ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

**(3)** اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسا کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس وقت کا ہوگا جب ایک وقت میں ایک ہی فرض کو دوبار پڑھنے کی ممانعت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں جب ایک فرض کو دوبار پڑھنے کی ممانعت وارد ہوگئی تو یہ اجازت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ سنن دار قطنی وغیرہ کی حدیث مبارک میں ممانعت وارد ہے۔ تو اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح طور پر منع فرمانے کے بعد کسی کا ظاہری عمل بھی حجت نہ رہا۔

**دلائل وجزئیات:**

سنن ابی داوٗد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ کتبِ حدیث میں ہے، والنظم للاول: "عن أبي هريرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن. اللهم أرشد الأئمة واغفر للمؤذنين." ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام ضامن اور موذن کو امین بنایا گیا ہے۔ اے اللہ! ائمہ کو ہدایت عطا فرما اور موذنین کی بخشش فرما۔ (سنن ابی داود، جلد 1، صفحہ 389، دار الرسالہ العالمیہ)

اس حدیثِ پاک کے تحت علامہ محمود بن احمد حنفی بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات 855ھ) لکھتے ہیں : ”معناہ یتضمن صلاتہ صلاۃ القوم، وعن ھذا قالوا: اقتداء المفترض بالمتنفل لا یجوز؛ لأن تضمین الشیء فیما ھو فوقہ یجوز وفیما دونہ لا یجوز، وھو المعنی من الفرق؛ فإن الفرض یشتمل علی أصل الصلاۃ والصفۃ والنفل یشتمل علی أصل الصلاۃ وإذا کان الإمام مفترضا فصلاتہ تشتمل صلاۃ المتقدي وزیادۃ فیصح الاقتداء وإذا کان متنفلا فصلاتہ لا تشتمل علی ما تشتمل علیہ صلاۃ المقتدین؛ فلا یصح اقتداؤہ بہ؛ لأنہ بناء القوي علی الضعیف؛ فیکون منفردا في حق الوصف. وھذا الحدیث أصل لثلاثۃ من الفروع تستفاد منہ؛ الأول: فساد اقتداء المفترض بالمتنفل.“ ترجمہ : اس روایت کا معنیٰ یہ ہے کہ امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہوتی ہے۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں : فرض پڑھنے والے کے لئے نفل والے کی اقتداء جائز نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شے اپنے سے اوپر والی چیز کے ضمن میں تو ہو سکتی ہے، جبکہ اپنے سے نیچے والی چیز کے ضمن میں نہیں ہو سکتی ہے۔ یہی فرق کا معنی ہے، کیونکہ فرض اصلِ نماز اور صفتِ نماز (فرض) پر مشتمل ہوتے ہیں، جبکہ نفل صرف اصلِ نماز پر مشتمل ہوتی ہے، اور جب امام فرض پڑھ رہا ہوتا ہے تو اس کی نماز (نفل پڑھنے والے) مقتدی کی نماز کو اور اس سے کچھ زیادتی کو شامل ہوتی ہے، اسی لئے اس کی اقتداء درست ہوئی، اور جب امام نفل پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز (فرض پڑھنے والے) مقتدیوں کی نماز کی صفت پر مشتمل نہیں ہوگی، اسی لئے اس کی اقتداء درست نہیں ہوگی۔ کیونکہ ایسی صورت میں قوی کی ضعیف پر بنا ہوگی اور فرض پڑھنے والا وصف میں منفرد ہو جائے گا۔ یہ حدیث تین فروعی مسائل کی اصل ہے جو کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کی اقتداء فاسد ہے۔ (شرح سنن ابی داوٗد للعینی، جلد02، صفحہ 368، مکتبۃ الرشد، ریاض)

مرآۃ المناجیح میں ہے : ”امام مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار ہے، اور اپنی نماز کے ضمن میں ان کی نمازوں کو لیے ہوئے، اسی لئے امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، امام کے سہو سے مقتدی پر سجدہ سہو ہے۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل والے کے پیچھے فرض والے کی نماز جائز نہیں کیونکہ فرض نفل سے اعلیٰ ہے؛ اور اعلیٰ کے ضمن میں ادنیٰ آسکتا ہے، نہ کہ ادنیٰ کے ضمن میں اعلیٰ۔ یونہی اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مختلف ہو تو جائز نہیں، کیونکہ کوئی نماز اپنے غیر کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتی۔ غرض کہ یہ حدیث بہت سے مسائل میں امام اعظم کی دلیل ہے۔“ (مرآۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 401، قادری پبلشرز)

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد وغیرہ میں ہے : ”عن أنس بن مالک قال وقال: إنما جعل الإمام لیؤتم بہ، فإذا کبر فکبروا، وإذا رکع فارکعوا، وإذا رفع فارفعوا، وإذا قال: سمع اللہ لمن حمدہ، فقولوا: اللھم ربنا ولک الحمد“ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : امام اسی لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اتباع کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع کرے تم رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے تم سر اٹھاؤ۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو۔ (صحیح بخاری، جلد03، صفحہ 50، یوپی ھند)

التمہید لابن عبد البر میں ہے : ”فقال مالک وأصحابہ لا یجزي أحدا أن یصلي صلاۃ الفریضۃ خلف المتنفل۔۔۔ وحجتھم أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **قال إنما جعل الإمام لیؤتم** بہ فمن خالفہ في نیتہ فلم یأتم بہ **وقال فلا تختلفوا علیہ** ولا

اختلاف أشد من اختلاف النيات إذ هي ركن العمل" ترجمہ : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اصحاب فرماتے ہیں : نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوں گے۔۔۔ ان کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے : امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، توجو نیت میں امام کے مخالف ہوگا اس نے گویا امام کی اتباع نہیں کی، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : امام کی مخالفت نہ کرو۔ تو نیت میں اختلاف سے بڑھ کر کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ نیت عمل کا رکن ہے۔ (التمھید لابن عبد البر، جلد 24، صفحہ 367، وزارۃ عموم الاوقاف)

**اقتدا کی ایک شرط بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :** "واتحاد صلاتھما" ترجمہ : امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک ہونا۔

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار میں ارشاد فرماتے ہیں : قال فی البحر: والاتحاد أن یمکنه الدخول فی صلاته بنیة صلاۃ الامام فتکون صلاۃ الامام متضمنة لصلاۃ المقتدی اھ فدخل اقتداء المتنفل بالمفترض" ترجمہ : بحر الرائق میں فرمایا کہ اتحاد یہ ہے کہ امام کی نماز کی نیت کے ساتھ، مقتدی کی نماز کا، امام کی نماز میں داخل ہونا ممکن ہو، لہذا اس میں نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے ساتھ اقتدا داخل ہو گئی۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 338، 339، دار المعرفۃ، بیروت)

**نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی، اور ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرے فرض پڑھنے والے کی اقتدا درست نہیں ہوتی۔** چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے : "(و) لا (مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر) لأن اتحاد الصلاتین شرط عندنا" ترجمہ : فرض پڑھنے والے شخص کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور یونہی ایک فرض پڑھنے والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا درست نہیں کیونکہ امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک ہونا ہمارے نزدیک شرط ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، جلد 2، صفحہ 391، 392، دار المعرفۃ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے : "فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہو سکتی ؛ خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں، مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جُدا ہوں، مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو، دوسرا کل کی۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 572، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

**امام مالک کا بھی یہی موقف ہے۔** جیسا کہ المعونۃ علی مذھب، عیون المسائل اور التفریع میں ہے، واللفظ للاول : "فإن كان الإمام متنفلًا لم يجز أن يصلي خلفه مفترض" ترجمہ : اگر امام نفل پڑھ رہا ہو تو فرض پڑھنے والے کے لئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (المعونۃ علی مذھب عالم المدینۃ، جلد 1، صفحہ 252، المکتبۃ التجاریہ مکہ مکرمہ)

عیون المسائل میں ہے : "قال مالك: لا يأتم مفترض بمتنفل، وبه قال أبو حنيفة." ترجمہ : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : فرض پڑھنے والا، نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہ کرے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ (عیون المسائل للقاضی عبد الوہاب، صفحہ 136، دار ابنِ حزم بیروت)

سفیان ثوری، مدینہ وکوفہ کے جمہور تابعین کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ الاستذکار اور التمہید لابن عبد البر میں ہے، واللفظ للآخر: "أو يكون الإمام في نافلة والمأموم في فريضة وهذا موضع اختلف الفقهاء فيه فقال مالك وأصحابه لا يجزي أحدا أن يصلي صلاة الفريضة خلف المتنفل ولا يصلي عصرا خلف من صلى ظهرا وهو قول أبي حنيفة وأصحابه والثوري وقول جمهور التابعين بالمدينة والكوفة وحجتهم أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال إنما جعل الإمام ليؤتم به فمن خالفه في نيته فلم يأتم به وقال فلا تختلفوا عليه ولا اختلاف أشد من اختلاف النيات إذ هي ركن العمل" ترجمہ: یا امام نفل نماز میں ہو اور مقتدی فرض نماز میں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنا، یا ظہر والے کے پیچھے عصر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب، سفیان ثوری اور مدینہ وکوفہ کے جمہور تابعین کا قول ہے۔ ان کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے: امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، تو جو نیت میں امام کے مخالف ہوگا اس نے گویا امام کی اتباع نہیں کی، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام کی مخالفت نہ کرو۔ تو نیت میں اختلاف سے بڑھ کر کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ نیت عمل کا رکن ہے۔ (التمہید لابن عبد البر، جلد 24، صفحہ 367، وزارۃ عموم الاوقاف)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ جیسا کہ امام یحییٰ بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات 560ھ) اپنی کتاب "اختلاف الائمہ العلماء" میں ذکر فرماتے ہیں: "ثم اختلفوا في اقتداء المفترض بالمتنفل. فقال أبو حنيفة ومالك وأحمد: لا يجوز." ترجمہ: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے کے متعلق علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: جائز نہیں ہے۔ (اختلاف الائمہ العلماء لابن ہبیرہ، جلد 01، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت)

**حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث:**

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قال: كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم، ثم يرجع فيؤم قومه." ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس جاتے اور ان کی امامت کرتے۔ (صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 379، دار الکمال المتحدہ)

اس حدیثِ پاک کے تحت شرح معانی الآثار اور مرقاۃ المفاتیح میں ہے، واللفظ للآخر: "وفيه أن النية أمر لا يطلع عليه إلا بإخبار الناوي، فجاز أن معاذا كان يصلي مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم بنية النفل ليتعلم منه سنة الصلاة ويتبارك بها، ويدفع عن نفسه تهمة النفاق، ثم يأتي قومه فيصلي بهم الفرض لحيازة الفضيلتين، مع أن تأخير العشاء أفضل على الأصح، والحمل على هذا أولى؛ لأنه المتفق على جوازه." ترجمہ: اس حدیث میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ نیت ایک ایسا معاملہ ہے جس پر نیت کرنے والے کے بتائے بغیر کسی کو اطلاع نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھتے ہوں تاکہ نماز کا طریقہ سیکھ لیں اور اس کی برکتیں حاصل کر لیں، اور اپنے آپ سے تہمتِ نفاق دور کر لیں، پھر اپنی قوم کے پاس جا کر انھیں فرض پڑھاتے ہوں، دو فضیلتیں حاصل کرنے کے لئے، باجود اس کے کہ عشاء کو مؤخر

کرنا اصح قول کے مطابق افضل ہے۔ اسی پر محمول کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اس صورت کے جواز پر اتفاق ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 02، صفحہ 690، دار الفکر بیروت لبنان)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل پڑھ لیتے تھے، پھر اپنی قوم میں آکر انہیں فرض پڑھاتے تھے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ پہلے فرض پڑھتے تھے اور بعد میں نفل۔" (مرآۃ المناجیح، جلد 2، صفحہ 54، قادری پبلشرز)

**یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنا ہی عمل تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔** جیسا کہ مسند احمد، التمہید لابن عبد البر، المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے، واللفظ للاول: "حضرت سلیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی فقال: یا رسول اللہ، إن معاذ بن جبل یأتینا بعد ما ننام، ونکون في أعمالنا بالنهار، فينادي بالصلاة، فنخرج إليه فيطول علينا، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا معاذ بن جبل، لا تكن فتانا، إما أن تصلي معي، وإما أن تخفف على قومك" ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے سوجانے کے بعد آتے ہیں، ہم لوگ دن میں کام کرتے ہیں، حضرت بلال ہمیں نماز کے لئے نداء دیتے ہیں، پھر ہم نماز کی طرف آتے ہیں، تو ہمیں کافی تاخیر ہوجاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! فتنہ کا سبب نہ بنو، یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو۔ (مسند احمد، جلد 34، صفحہ 307، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

شرح ابن بطال، عمدۃ القاری، نخب الافکار، شرح معانی الآثار میں ہے، واللفظ للاول: "قوله لمعاذ هذا يدل على أنه كان عند رسول الله يفعل أحد الأمرين: إما الصلاة معه، وإما الصلاة مع قومه، ولم يكن يجمعهما؛ لأنه قال: إما أن تصلى معى، ولا تصلى بقومك، وإما أن تخفف بقومك، أى ولا تصلى معى، فثبت بهذا الأثر أنه لم يكن من الرسول لمعاذ فى ذلك شىء متقدم" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت معاذ کو یہ فرمانا: اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت معاذ بن جبل دو کاموں میں سے ایک ہی کام کرتے تھے، یا تو آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، یا اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، دونوں کاموں کو جمع نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لو اور اپنی قوم کو نہ پڑھاؤ، یا پھر اپنی قوم سے تخفیف کرو اور میرے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کوئی حکم نہیں دیا ہوا تھا۔ (شرح ابن بطال، جلد 2، صفحہ 339، مکتبۃ الرشد)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "اگر آپ حضور کے پیچھے فرض ہی پڑھتے ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ نفل تو یہ آپ کا اجتہادی عمل ہے. جس کی حضور کو اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ اطلاع ہونے پر حضور نے اس سے منع فرمادیا۔" (مرآۃ المناجیح، جلد 02، صفحہ 54، قادری پبلشرز)

**اگر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے تھا، تو یہ اس وقت کی بات ہوگی جب ایک فرض دو بار پڑھنا منع نہیں تھا۔** چنانچہ شرح معانی الآثار میں ہے: "ولو كان في ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر, كما قال أهل المقالة الأولى لا حتمل أن يكون ذلك كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم في وقت ما كانت الفريضة تصلى مرتين، فإن ذلك قد كان يفعل في أول الإسلام حتى نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم---. ففعل معاذ الذي ذكرنا يحتمل أن يكون قبل النهي عن ذلك، ثم كان النهي فنسخه." ترجمہ: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی حکم تھا تو اس میں یہ احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس وقت اجازت دی ہو، جب ایک فرض دو مرتبہ پڑھی جاتی تھی، کیونکہ ابتدائے اسلام میں یہ ہوتا تھا، بعد میں اس سے منع کر دیا گیا۔۔۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں بھی یہ احتمال ہے کہ یہ ممانعت سے پہلے کا ہو، پھر اس سے ممانعت وارد ہوئی اور یہ منسوخ ہو گیا۔ (شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 409، عالم الکتب بیروت)

سنن دار قطنی میں ہے: "حضرت سلیمان جو حضرت میمونہ کے غلام ہیں وہ فرماتے ہیں: قال: أتيت على ابن عمر ذات يوم وهو جالس بالبلاط والناس في صلاة العصر فقلت: أبا عبد الرحمن الناس في الصلاة؟ قال: إني قد صليت, إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تصلى صلاة مكتوبة في يوم مرتين" ترجمہ: میں ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ فرش پر بیٹھے ہوئے تھے، اور لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے، میں نے عرض کی اے ابو عبد الرحمٰن! لوگ نماز میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے نماز پڑھ لی ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک دن میں ایک فرض نماز دوبارہ نہ پڑھی جائے۔ (سنن دار قطنی، جلد 2، صفحہ 275، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "اور اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض ہی پڑھتے ہوں تو اپنی قوم کیساتھ بھی فرض ہی پڑھتے تھے اور یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب ایک فرض دو بار پڑھے جاتے تھے، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک فرض دو بار پڑھنے سے منع کیا گیا۔ (مرآۃ المناجیح، جلد 02، صفحہ 54، قادری پبلشرز)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: JTL-2728

تاریخ اجراء: 23 رمضان المبارک 1447ھ/13 مارچ 2026ء